ſsion

سلسلۂ اشاعت قرآن حیدرآباد دکن

جلد (۱) بابتہ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۸ھ نمبر (۲)

اتحادِ اسلامی

مسلمان متحد کیونکر ہوں

مرتبہ

ابو محمد مصلح کان اللہ لہٗ

دفتر

قرآنی تحریک حیدرآباد دکن

چندہ سالانہ :- دس روپے ۔ ماہوار پورے سٹ کی قیمت ایک روپیہ

سلسلۂ اشاعتِ قرآن حیدرآباد دکن جلد ۱ نمبر ۳ ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اتحادِ اسلامی

اِعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

۱ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کے لیے عرصہ دراز سے کوششیں جاری ہیں اور ہزاروں قسم کی تدابیر پیش کی جارہی ہیں۔ لیکن قرآن حکیم جو حبل اللہ ہے اس کو ذریعہ نہیں بنایا جاتا ورنہ ممکن نہیں کہ کامیابی نصیب نہ ہوتی۔ آج کی صحبت میں قارئین کرام کی توجہ اسی طرف متوجہ کرانی ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ اہل علم اور اہل الرائے بزرگان قوم اپنے اپنے خیالات سے قوم کو فائدہ اٹھانے کا موقع دینگے۔ (مصلح)

روئے زمین پر کیا اس سے زیادہ تعجب خیز اور قابل ندامت کوئی امر ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کے فقدان کی شکایت کی جائے اور اس کے حصول کی تدابیر سوچی جائیں۔ حالانکہ انہیں دیگر اقوام کو اتحاد و اتفاق کا سبق

دینے والا بنایا گیا تھا، وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا کا آوازہ بلند کرنے کو کہا گیا تھا، صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً کے رنگ میں دنیا کو رنگنے کے لیے کہا گیا تھا۔

قُلْ یٰۤاَہْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ کا درس دینے والا قرار دیا گیا تھا اور ایک معبود برحق کے سامنے سر جھکوا دینے کیلیے مجاہد، ایک اللہ کی محکومیت و عبدیت میں آجانے کا واعظ اور ایک پیار کیے جانے کے لائق خدا کی محبت میں سرشار ہوجانے کا صوت سرمدی سنانے والا گروانا گیا تھا۔

پس! یہ کیسا سانحۂ درد انگیز اور واقعۂ عبرت خیز ہے کہ راہبر خود ہی راہ بھولا ہوا ہے۔ روشنی دکھانے والا خود ہی تاریکی میں ہے، دوسروں کی حفاظت کرنے والا خود ہی غیر محفوظ ہے، آہ! کہ ایک کرنے والا خود ہی متفرق ہو رہا ہے اور آہ! صد آہ! کہ مسیحا خود ہی بیمار ہو رہا ہے۔

اگر کوئی ماتم کرنے کی بات ہوسکتی ہے تو یہ ہے اور اگر کوئی کرب و بے چینی ہونی چاہیے تو اس کے دور کرنے کے لیئے کہ اس سے بڑھکر نہ کوئی دوسری عبادت ہوسکتی ہے اور نہ اس سے بہتر کوئی رفاہ عام کا کام!

ایک بہتر قوم اور ایک سعید جماعت کی زندگی کا اصل راز یہ ہے کہ وہ پہلے اپنی اجتماعی قوت کی محافظت کرے اور اس کے لئے جہاد کو وظیفۂ حیات قرار دے اور جزئیات میں الجھ کر اصول کو بھول نہ بیٹھے۔ تشکیلِ امت پر اتنا زور دے کہ اعمالِ اشخاص کی کوئی حقیقت باقی نہ رہجائے۔ اجتماعی طاقت کی شیرازہ بندی، وقارِ قومی کا استحکام، غلبہ و تسلط کی پائداری وغیرہ کی بقا اور اسی کے ارتقائی منازل کا طے ہوتے رہنا ہی ہر فرائض و سنن کی بقا ہے اگر اصول باقی نہ رہیں تو فروع ایکدن اپنے سے آپ ختم ہوجائیں گے پھر۔ ع

چراغِ کشتۂ محفل سے اٹھے گا دھواں کب تک

یاد رکھنا چاہیئے کہ اجتماعی انحطاط اوس وقت تک شروع نہیں ہوتا جب تک شخصی اغراض و مقاصد کی بنیاد نہیں پڑ لیتی۔ محکومیت، عبدیت، اور محبتِ الہی کی جگہ انسانی حکومت، اوی معبودیت نفسانی محبت کو جب سونپ دیجاتی ہے تو حق برائے نام رہجاتا ہے، اور در اصل باطل کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ ہوتا ہے کہ شخصیتیں چونکہ اپنے اغراض و مقاصد کو تنہا پورا نہیں کرسکتیں لہٰذا اون طاقتوں کو اپنا شریک بنالیتی ہیں جو ان کی ممد و معاون

ہوسکتی ہیں، بڑا غضب یہ ہوتا ہے کہ یہ سب زیادہ تر مذہب کے نام پر کیا جاتا ہے کیونکہ اس سے بڑھکر دوسرا کوئی مؤثر حربہ نہیں ہوتا اور آگے چلکر یہی چیز "فرقہ" کی صورت میں رونما ہوجاتی ہے جس کے بچانے کو یہ اپنے بچانے کا مترادف سمجھتے ہیں۔ مرکزیت کا حصار اب ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے اور لا مرکزیت کی سرحد شروع ہوجاتی ہے اس لیئے ماہرین اجتماعیات کی رائے میں مرکزیت کی بقا کے لیئے سب کچھ فنا کردیا جاسکتا ہے اسی لیئے اجتماعی بحث و نظر اور اسکی جد وجہد کی اتنی قدر و قیمت ہے اور اس راہ میں فکر و عمل ایسی گراں پایہ چیزیں ہیں کہ اس کے لیئے سب کچھ قبول کرلیا جاسکتا ہے کیونکہ اس سرچشمہ کا منفذ بند ہوتے ہی سارے باغ کی پامالی اور ساری کھیتی کی تباہی و بربادی یقینی ہے۔ توحید پرستی کے اندر یہی نکتہ ہے اور ذات باری کے سوا کسی شخصیت کو بھی کسی حیثیت میں یہ رتبہ دینا ہلاکت ہے۔

اپنی ہو یا کسی اور کی بہرحال یہی نفس پرستی اور یہی شخصیت پرستی آگے چلکر فرعون اور فرعونیت پرستی بنجاتی ہے، دوسرے لفظوں میں کفر، شرک، ملوکیت جمہوریت اشتراکیت وغیرہ بھی اسی کا نام ہے۔

یہ آوارگی ہے، خود سری ہے فطرت کی خلاف ورزی اور پامالی ہے۔ اور اپنے پیدا کرنے والے سے بغاوت ہے۔ اس سے میرا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ خلافت فی الارض کوئی چیز نہیں اور امامت کا قیام ضروری نہیں۔ضروری بلکہ اشد ضروری ہے، لیکن یہ سب اس لئے کہ اللہ کے قانون کا نفاذ اور اللہ کی حکومت کا قیام ہو۔ باقی اس سلسلے میں اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ امت وسط کے لئے قابل اعتنا نہیں بدقسمتی سے مسلمانان عالم اس وقت اجتماعی حقیقت سے بے پروا ہیں اور بے امام کے مقتدی بنے ہوئے ہیں مگر اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اپنی اجتماعیت کے دستور اساسی (قرآن) سے انکاری نہیں۔ ساری فرقہ بندیوں کے باوجود اپنے متحدہ اور مشترکہ سرمایہ کو ہاتھ سے نہیں دیا گیا یہ مسلّم ہے کہ کوئی قانون اور کوئی حکومت اُس وقت تک سودمند نہیں ہوسکتی جب تک اس کا نفاذ نہ ہو اور اس کے آگے سر تسلیم خم کرنے والے نہ ہوں، اگرچہ بعینہٖ یہ حال قانون الٰہی اور حکومتِ خداوندی کا نہیں تاہم جب تک قرآن مقدس کا ہر نام لیوا اپنے اوپر اللہ کے قانون کا نفاذ ضروری اور اللہ کی حکومت کا قیام لازمی قرار نہ دے لیگا۔ اور دنیا کے ہر قانون اور ہر حاکم کو حق کی

قربان گاہ پر بھینٹ نہ چڑھا دیگا، اصلی فوز و فلاح سے
اتنا ہی دور ہوگا جتنا زمین سے آسمان!

حاکمیت اللہ ہی کے لیئے ہے اور اسی کو سزاوار ہے لِلّٰہِ
مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ
اور اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ میں قدرتاً اور فطرۃً کسی کو انکار
نہیں ہونا چاہیے۔ تو اب نفس خلیفہ یا امام کی شخصیت کوئی
چیز نہیں بلکہ خلافت و امامت اس لیے ہوئی کہ وہ اللہ
کے بندوں پر اللہ کے قانون کی نافذ ہے اور اللہ کی
زمین پر اللہ کی حکومت کا قیام کراتی ہے۔

یہ اس لیے کہ اگر شخصیت پرستی کسی حال میں بھی
کوئی چیز ہوتی تو دنیا کی سب سے عظیم الشان اور بزرگ ہستی
پیغمبر اسلام محمد صلعم کی ذات مبارک کے لیے زیبا تھی
لیکن آپ کے لیے جس قدر عبدیت کے الفاظ اور محکومیت
کے جملے اسی قانون مقدس میں استعمال کیے گئے ہیں وہ
ہر انسان کے لیے بطور سند کے ہیں اور امر واقعہ بھی
یہی ہے کہ اگر آپ ہی ایسا کر کے احکام کی سب سے
زیادہ اتباع نہ فرماتے اور اس کی خلاف ورزی کا
خیال تک دلائے ہوتے تو پھر عبدیت، محکومیت اور محبت
الٰہی کی تکمیل نہ ہوتی۔ اسی لیے آپ کی زبانی ارشاد ہے

اِنَّمَا اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ، اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ ج اِنِّيْ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ -

قرآن مقدس اصول قوانین دنیا و آخرت ہے، اس کی تشریح حدیث، اجماع مجتہدین۔ قیاس استحسان اور عرف عام کے ذریعہ سے کی گئی اور آیندہ بھی کی جا سکتی ہے جس سے حق کے پیرو دنیا کی ہر ترقی میں پیش پیش رہیں ان کا غلبہ حق کے غلبہ کا باعث ہے وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ -

غرض اصول کو قائم رکھتے ہوئے فروع میں آگے بڑھنے کی ہر وقت گنجایش ہے۔ لیکن اللہ بزرگ و برتر چونکہ امر مطلق ہے اور ہر آیندہ ضروریات کو جانکر اُس کو احاطہ کرتے ہوئے اصول قوانین قائم فرما چکا ہے اس لیے اب شرح اور صرف اجرائُ تنفیذ کی ہی ضرورت ہے نہ کہ سرے سے قانون اور قانون سازی کی -

بہر حال آج اس امر پر بحث و تمحیص کی ضرورت نہیں کہ اب تک ہم نے کیا کھویا اور کیونکر کھویا، ہاں آیندہ محتاط رہنے کے لیے اوپر کے چند اشارات سے کام لیا گیا۔ آج امت مرحومہ کے ہر فرد کے لیے وقت کا سب سے زیادہ

اہم مسئلہ یہ ہے کہ وہ اپنے کو پہچانین اور کھوئی ہوئی میراث حاصل کرنے کے لیئے زندگی کا ہر لمحہ وقف کردیں۔

ایک خدا کے ماننے والے، ایک رسولؐ کی امت ایک قبلہ کی طرف رخ کرنے والے اور ایک کتاب کے حامل اگر ایک دل نہیں ہوسکتے تو لفظِ اتحاد و اتفاق ایک بے معنیٰ چیز ہے۔ کیا باطل پرست اپنے باطل مقصد کے حصول کے لیے اتفاق کرسکتے ہیں لیکن حق پرست حصول حق کے لیے متحد و متفق نہیں ہوسکتے؟

دنیا میں کوئی چیز بھی ناممکن نہیں پھر کیا مسلمانوں کا متحد و متفق ہوجانا ہی صرف ناممکن ہو، حاشا کہ نہیں اور ہرگز ایسا نہیں بلکہ اگر اتحاد و اتفاق کوئی چیز ہے تو اصلی معنوں میں وہ فقط مسلمانوں ہی کے لیئے ہے۔

اس لیے نہیں کہ مسلمان ایسا کرنے سے تباہ و برباد ہورہے ہیں اور آیندہ بھی ہونگے اور اس لیئے بھی نہیں کہ قومیں بہت آگے بڑھ گئیں اور یہ پیچھے رہ گئے نیز اس لیے بھی نہیں کہ اگر یہ متحد و متفق نہ ہوئے تو حریف ان کو کھا جائیگا بلکہ اس لیے اور صرف اس لیے کہ ان کے نفاق و نشقاق کیوجہ سے حق مغلوب اور باطل غالب ہورہا ہے جس کی جوابدہی مسلمانوں ہی کے سر ہے۔

اوپر کی چیزیں تو لازم ملزوم کا درجہ رکھتی ہیں اور اصل غلبۂ دینِ حق کے یہ معنےٰ ہیں کہ پھر دینِ حق والے آپ سے آپ ان پر غالب ہو جائیں گے، اور وہ سب چیزیں انکو واپس ملجائینگی جو ان کا حق ہیں۔

اس کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کا ہر وہ فرقہ جو لا الٰہ الا اللہ، محمد الرسول اللہ کا قائل ہے، کتاب اللہ پر ایمان رکھنے والا ہے وہ چاہے کتنا ہی گیا گذرا ہو باطل پرستوں کی آنکھ میں مسلمان ہی ہے اور جب ان کے تیر و تفنگ چلیں گے تو اس وقت دیکھکر وار نہ ہوگا کہ یہ شیعہ ہیں اور وہ سنی، بلکہ یقیناً ایک کی تباہی کے بعد دوسرے کی ہلاکت بھی لازمی ہوگی، پس آج اسلام کی نہیں بلکہ ہماری قومی تباہی کا سبب صرف ہماری فرقہ بندی ہی ہو سکتی ہے۔ اور اس کے جوابدہ فرقہ پسند ہی ہو سکتے ہیں اور دوسرا کوئی نہیں اور اسی طرح ہماری بقا کا راز ہمارے اجتماع کے اندر پوشیدہ ہے ہمیں بھول جانا چاہیے۔ کہ ہم کسی فرقے سے ہیں ہمیں یاد کر لینا چاہیے کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمیں بھول نہ جانا چاہیے کہ ہماری فرقہ بندی کا نقصان صرف ہمیں تک محدود نہیں ہمیں یاد کر لینا چاہیئے کہ ہمارا متحد و متفق ہو جانا ہی قوموں کے لیے

سلامتی کا پیغام ہے۔

"عالمگیر قرآنی تحریک" اور "مقدس تجاویز" انشاء اللہ ان سب امور پر حاوی ہیں۔ جواب تک بیان ہوئے۔ اسلام کے ہر نام لیوا کا قرآن مقدس کا علم و عمل اسی کے تبلائے ہوئے طریقے پر حاصل کرنا ہی اصل علاج اور جملہ امراض کے ازالہ کا خدائی نسخہ ہے۔

فی الحال اگر مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے اختلافی مسائل کا حل نہ بھی ہو سکے تاہم اسلام کو آگے بڑھانے کے لیے متحدہ پروگرام قرآن مقدس کو متحدہ قوت کے ساتھ اختیار کرنے کی ضرورت ہے جس سے دنیا یہ سمجھ سکے اور کہہ سکے کہ مسلمان اقوام عالم کے نجات دہندہ اور سراپا دعوتِ عمل اور تبلیغ ہیں۔

جمود و تعطل کو دور کر دینا ہے، ساری قوتوں کا رخ دوسری طرف پھیر دینا ہے رواداری کو کام میں لانا ہے، متحد ہو جانے کو بہر حال ترجیح دینا ہے اور الفاظ میں نہیں بلکہ قلوب میں صفائی آجانے کی ضرورت ہے۔

قرآن مقدس کو پیشوا اور حکم بنانا ہے" اختلافات کو اپنا اختلاف تصور کرنا ہے نہ کہ امر اللہ کا، اس کو اپنے رنگ میں ڈھالنا نہیں ہے بلکہ اس کے رنگ میں اپنے کو

ڈھالنا ہے فرمانبرداری اللہ کی اختیار کرنی ہے نہ کہ نعوذ باللہ اپنا فرمانبردار اللہ کو بنانا ہے۔ یہ سچا رہنما اور سچا ہادی ہے یہ جس سے کہیگا اور جب کہیگا تو ایک ہی کہیگا۔ کیونکہ ایک خدا کا کلام ہے۔

اس راہ میں رکاوٹ کسی قسم کی بھی حائل نہ ہونے دینی چاہیے۔ تمامی رکاوٹوں کو ختم ہوجانا چاہیے، جب اختلاف اپنا پیدا کردہ ثابت ہوا تو اس پر جمے رہنا کیسا؟ اس کو نہ مٹانا اپنا جرم ہے، حق ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ اختلاف میں نہیں بلکہ اتفاق میں ہے۔ قوموں، ملکوں اور سلطنتوں کو ایسے معاہدے تیار کرنے پڑتے ہیں جو ان کے آڑے وقتوں پر کام آئیں، ضرورت کے لیے انسانوں کے ترتیب دادہ مسودے اور رپورٹیں باوجود اختلافات کے منظور کرلی جاتی ہیں تو کیا دستورِ آسمانی کو اس قابل نہ ہونا چاہیے کہ وہ ہماری متفقہ چیز اصلی معنوں میں بنجائے اور فی الواقع وہ ہمکو متحد و متفق کردے۔

ہمیں بے چون وچرا اس پر متحد ہوجانے کی ذہنیت اور صلاحیت پیدا کرنی چاہیے۔ بات کچھ بھی نہیں ہے، آسان کو مشکل سمجھ لیا گیا ہے، فرقہ بندی کا ہوّا بڑے نام سے ہے اس کو مانتے اور جانتے ہوئے دیر کرنے کی گنجایش

نہیں، ہم اپنے اپنے فرقے کا نام فخریہ لینا چھوڑ دیں بلکہ یہ تو شرم و ندامت کی بات ہے۔ کہ اس کا ذکر بھی کریں۔

مرضیات الٰہی کو اسی کے بتائے ہوئے طریقے اور فوائد کے ساتھ اختیار کر لیا گیا تو یقیناً اسلام کا شاندار مستقبل سامنے ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدائے اسلام اپنے سچے بندوں سے اسی کا طالب ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ، مسلمانوں میں فرقہ بندیاں رونما نہ ہوئی ہوتیں اور ہر فرقہ بجائے خود ایک قوم نہ بن گیا ہوتا اور ایک نے دوسرے کے مٹانے پر سارا وقت صرف نہ کیا ہوتا تو اب تک اسلام دنیا پر چھا گیا ہوتا۔

بفرض محال اگر مان بھی لیا جائے کہ بانیانِ فرقہ نے اسلام ہی کے لئے سب کچھ کیا تاہم فرقہ بندی کے الزام سے بری نہیں ہو سکتے، تعمیر، تخریب نہیں ہو سکتی اور تخریب کو تعمیر نہیں کہا جا سکتا۔

"اتحاد اسلام" یا "مسلمانوں کا اتحاد" مترادف الفاظ ہیں، میں تو فرقوں کا تصور کرنا بھی اسلام کے نام پر بدنما دھبہ سمجھتا ہوں، اور میرا تو جی چاہتا ہے کہ ان میں کے ہر ایک فرد کو سوائے مسلمان کے کچھ بھی نہ کہا جائے۔ میں تو توحید پرستوں کو، محمد الرسول اللہ صلعم کے امتی کو اور قرآن حکیم کے ماننے

والے کو ایک حال ایک قال اور ایک اشارے پر گردش کرتا ہوا دیکھنے کا آرزومند ہوں۔

یہ حقیقت ہے کہ "ایک الہامی کتاب کا وجود اگر حقیقی معنوں میں دنیا و اہل دنیا کے لیے خیر و فلاح کا باعث ہوا ہے تو صرف اس بنا پر کہ اس نے انسانوں کے منتشر افراد کو ایک رشتے سے وابستہ کر دیا' ان میں ایک غرض مشترک پیدا کر دی' ان کے دماغ کے رجحانات' ان کی ذہنیت اور ان کے اعمال و عواطف میں یکرنگی پیدا کر کے ان کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے آپ کو ایک ہی مقصد کا طالب سمجھیں' ایک ہی مدعا کے حصول میں تگ و دو کریں اور ایک ہی منزل کا مسافر سمجھکر باہم ایک دوسرے کی مدد کریں، کیونکہ یہی چیزیں نظامِ تمدن کی جان انسانیت کی روح رواں ہیں۔

مسلمان خوش نصیب ہیں اور دنیا کو اس پر ناز کرنا چاہیے کہ ان کے درمیان اس مثل و مثال سے بری اور غیر محسوس بزرگ و برتر ذات کا محسوس اور نفسی کلام موجود ہے لہذا اگر کائنات کی ساری چیزیں ایک طرف رکھدی جائیں اور دوسری طرف کلام اللہ شریف اور ہم سے کہا جائے کہ ان میں سے ایک چیز کو پسند کر لو تو ہم بلا تامل کہدیں کہ کائنات کی ان ساری چیزوں کو لیجاؤ۔ لیکن ہمارے لیے

خدائے بزرگ و برتر کے اس آخری آسمانی پیغام کو چھوڑ دو
کہ اس کے ہوتے ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں سے

مصلح ہمارے ہاتھ میں قرآن پاک ہے،
گویا ہوں کائنات کا ساماں لیے ہوئے

اگر واقعی مسلمان کچھ کرنا چاہتے ہیں اور اپنی موجودہ حالت سے بیزار ہیں تو اب صحیح قدم اٹھانے کی ضرورت ہے اور صحیح نصب العین پر زندگی کے، آخری سانس تک کو صرف کردینے کی ضرورت ہے۔ اس صراط مستقیم، نورٌ مبین، شفاء للناس، اور شفاء لما فی الصدور، ھدًی للناس اور حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لینے کی ضرورت ہے جو خدا کا تجویز کردہ پیغمبر آخر الزمان کا لایا ہوا ہے اور جو عرف عام میں قرآن مقدس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اسی کو اس کے بتلائے ہوئے طریقے اور فوائد کے ساتھ عام کرنا ہے اس کے علم و عمل کو وظیفۂ حیات قرار دینا ہے اور بس یہی ایک چیز ہے جو عالم اسلام کے اتحاد کا سبب بن سکے گی اور جس سے اتحاد اسلامی قائم ہو سکیگا اور جو ہمیں لاریب و لاشک منزل مقصود تک پہنچا دیگی اِنَّ الَّذِی فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّكَ اِلٰی مَعَادٍ۔

قرآن حکیم ہمارے جملہ امراض کی دوا ہے اور دین و دنیا

دونوں کے برکات حاصل کرا دینے کا واحد ذمہ دار۔ سچے دل سے ہم اس پر متحد و متفق ہوجائیں اور مشترک اغراض ومقاصد کے تحت آنکھ بند کرکے اس پر عمل شروع کردیں پھر انشاء اللہ وہ سب کچھ ہوکر رہیگا جو قرونِ اولی میں ہوچکا ہے اور وہ سب کچھ ہوکر رہیگا جس کا خدا نے قرآن میں وعدہ فرمایا ہے ؎

مصلحت دیدِ من آنست کہ یاراں ہمہ کار
بگذارند بر سر طرۂ یارے گیرند

(ابو محمد مصلح)

اتحاد اسلامی قرآن میں ہے

(مصلح)

اے کلامِ پاک قائم تجھ سے شانِ اتحاد — تو ہی یکجہتی کی دنیا تو ہے جانِ اتحاد
خالقِ انساں نے بھیجا ارمغانِ اتحاد — تو زمیں پر آ گیا ہے آسمانِ اتحاد
پائمالی کا سبب خود باغبانِ اتحاد — آہ! کیا مرجھا گیا ہے گلستانِ اتحاد
قوم مسلم چھوڑ بیٹھی ہے کلامِ پاک کو — محو دل سے ہو گئی ہے داستانِ اتحاد
قصۂ ماضی ہوا ہے اتحاد اسلام کا — ہم نشیں سننے کے قابل ہے بیانِ اتحاد
چھوڑ دینے کے ہے لائق یہ نشستِ افتراق — چوم لینے کے ہی قابل آستانِ اتحاد
دینے والا آج بھی ہوتا کوئی قرآن کا — کاش پیدا ہوتا کوئی رازدانِ اتحاد
قوم مردہ زندہ ہوتی روح ایسی پھونکتے — اسلحہ قرآن پڑھتے حامیانِ اتحاد
ایک رسی تھام لیتے رنگ لیتے ایک رنگ — ہاتھ میں قرآن لیتے حاملانِ اتحاد

ڈھونڈھنا ہو تو اسے تم ڈھونڈھنا قرآن میں
ہم بتا دیتے ہیں اے مصلح نشانِ اتحاد